60296 ـ امتحانات کی بنا پر رمضان کا روزہ دن میں توڑ دینا

سوال

جب میں یونیورسٹی میں پڑھتی تھی تو دو سال تك رمضان میں روزے کی حالت میں مطالعہ نہ کر سکنے کی بنا پر کچھ ایام کے روزے نہ رکھے تو کیا میرے ذمہ قضاء ہے یا کہ کفارہ، یا دونوں چیزیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

رمضان المبارك كے روزے دین اسلام کے ارکان میں سے ایك رکن ہے، صحیح بخاری اور مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، اور زکاۃ ادا کرنا، اور حج کی ادائیگی، اور رمضان المبارك كے روزے رکھنا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (8) صحیح مسلم حدیث نمبر (16).

اس لیے جس شخص نے بھی روزے ترک کیے اس نے ارکان اسلام میں سے ایك رکن ترک کر دیا، اور عظیم اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا، بلکہ بعض سلف تو اسے کافر اور مرتد قرار دیتے ہیں، اللہ تعالی اس سے بچا کر رکھے.

ذہبی رحمہ اللہ تعالی الکبائر میں لکھتے ہیں:

" مؤمنیں کے ہاں یہ بات مقرر کردہ ہے کہ جس نے بھی بغیر بیماری اور بغیر کسی عذر و غرض کے روزہ نہ رکھا، وہ زانی اور شرابی سے بھی زیادہ برا ہے، بلکہ وہ تو اس کے اسلام میں شك کرتے، اور اسے زندیق اور گمراہ تصور کرتے ہیں" انتہی.

دیکھیں: الکبائر (64).

دوم:

امتحانات کی بنا پر روزہ ترک کرنے کے متعلق شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا تو ان کا جواب تھا:

" کسی بھی مکلف شخص کے لیے امتحانات کی بنا پر روزہ چھوڑنا جائز نہیں، کیونکہ یہ شرعی عذر میں شامل نہیں، بلکہ اس کے لیے روزہ رکھنا واجب ہے، اور اگر وہ دن میں سٹڈی نہیں کر سکتا تو اسباق کی تیاری اور مطالعہ رات کو کیا کرے "

اور امتحانات کے منتظمین کو بھی طلباء کا خیال کرتے ہوئے ان پر نرمی اور شفقت کرنی چاہیے، اور دونوں مصلحتوں کو جمع کرتے ہوئے وہ امتحانات رمضان المبارک کے بعد رکھیں، تا کہ روزے میں خلل نہ ہو، اور امتحانات کی بھی تیاری بافراغت ہو کر ہو سکے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اے اللہ جو کوئی بھی میری امت کے کسی معاملہ کا ذمہ دار ہو اور وہ ان پر نرمی اور شفقت برتے تو اے اللہ تو بھی اس کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ کر، اور جو کوئی شخص میری امت کے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنے اور ان پر مشقت اور سختی کرے تو اے اللہ تو بھی اس پر مشقت اور سختی کر "

اسے امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے.

اس لیے امتحانات کے ذمہ داران سے میری گزارش ہے کہ وہ طلباء اور طالبات پر شفقت و نرمی کرتے ہوئے امتحانات رمضان المبارک سے پہلے یا بعد میں رکھیں"

اللہ تعالی سب کو توفیق سے نوازے. انتہی.

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (4 / 223).

اسی طرح مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

رمضان المبارک میں ساڑھے چھ گھنٹے کا امتحان ہوگا، جس میں پون گھنٹہ آرام کے لیے ہے، میں نے پچھلے برس بھی امتحان دیا تھا لیکن روزے کی بنا پر اچھی طرح تیاری نہ کر سکا، کیا میرے لیے امتحان والے دن روزہ نہ رکھنا جائز ہے؟

فتوی کمیٹی کا جواب تھا:

" آپ نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی بنا پر روزہ نہ رکھنا جائز نہیں، بلکہ یہ حرام ہے؛ کیونکہ رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھنے کے مشروع عذر میں شامل نہیں ہوتا " انتہی.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (10 / 240).

سوم:

رہا مسئلہ قضاء واجب ہونے کے متعلق تو یہ تفصیل کا محتاج ہے:

اگر آپ نے اس گمان کی بنا پر روزہ افطار کیا کہ امتحانات کی بنا پر روزہ افطار کرنا جائز ہے، تو آپ کے ذمہ روزہ کی قضاء ہے، کیونکہ آپ اس غلط گمان کی بنا پر معذور ہیں، اور آپ نے عمدا اور جان بوجھ کر حرام فعل کا ارتکاب نہیں کیا.

لیکن اگر آپ نے اس کی حرمت کا علم ہوتے ہوئے روزہ نہ رکھا تو آپ کے ذمہ توبہ و ندامت اور استفار کرنا لازمی ہے، اور آئندہ عزم کریں کہ اس عظیم گناہ کا ارتکاب دوبارہ نہیں کرینگی.

اس روزے کی قضاء کے متعلق گزارش ہے کہ اگر آپ نے روزہ رکھنے کے بعد دن کے وقت روزہ توڑا تو آپ کے ذمہ قضاء ہے، لیکن اگر آپ نے روزہ رکھا ہی نہیں تو پھر آپ کے ذمہ اس کی قضاء نہیں، بلکہ اس کے لیے ان شاء اللہ آپ کو سچی توبہ ہی کافی ہو گی، اس کے ساتھ ساتھ آپ نفلی روزے وغیرہ دوسرے اعمال صالحہ کثرت سے کریں، کیونکہ ایسا کرنے سے فرائض میں حاصل ہونے والی کمی پوری ہو جاتی ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے رمضان المبارك میں دن کے وقت بغیر کسی عذر کے روزہ توڑنے کا حکم دریافت کیا گیا تو ان کا جواب تھا:

" رمضان المبارك میں بغیر کسی عذر کے روزہ توڑنا کبیرہ گناہ ہے، ایسا کرنے سے انسان فاسق بن جاتا ہے، اس کو اللہ تعالی کے سامنے توبہ کرنی چاہیے، اور اس روزہ کی قضاء میں ایك روزہ بھی رکھے، یعنی اگر اس نے روزہ رکھ لیا اور بغیر کسی عذر کے دن کے کسی بھی وقت روزہ توڑ دیا تو وہ گنہگار ہے، اور اس توڑے ہوئے روزہ کے بدلے ایك روزہ رکھےگا.

کیونکہ جب روزہ رکھ لیا اور اسے فرض سمجھتے ہوئے شروع کر دیا تو نذر کی طرح اس کی قضاء میں روزہ رکھنا لازم ہے، لیکن اگر وہ بغیر کسی عذر کے جان بوجھ کر روزہ رکھتا ہی نہیں تو اس میں راجح یہی ہے کہ اس پر قضاء لازم نہیں؛ کیونکہ اس کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس کا یہ روزہ قبول نہیں ہو گا.

اصول اور قاعدہ یہ ہے کہ: کوئی بھی عبادت جو وقت کے ساتھ معین ہے جب اسے اس کے وقت سے بغیر کسی

شرعی عذر کے مؤخر کر دیا جائے تو اس عبادت کو بجا لانے والے کی وہ عبادت قبول نہیں ہو گی؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے "

اور اس لیے بھی کہ یہ اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز کرنا ہے، اور اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز ظلم ہے، اور ظالم سے قبول نہیں ہو گی.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور جو کوئی بھی اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز کرے تو یہی لوگ ظالم ہیں .

اور اس لیے بھی کہ اگر یہ عبادت اپنے وقت سے قبل کر لی جائے - یعنی وقت شروع ہونے سے قبل عبادت کی ادائیگی کر لی جائے - تو قبول نہیں، اسی طرح اگر وقت نکل جانے کے بعد ادا کی جائے تو بھی قبول نہیں ہو گی، لیکن اگر معذور ہو تو اور بات ہے " انتہی.

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (19) سوال نمبر (45).

چہارم:

ان سب سالوں کی قضاء میں تاخیر کرنے پر آپ کو اللہ تعالی کے ہاں توبہ و استغفار کرنی چاہیے، کیونکہ جس کے ذمہ رمضان المبارك کے روزے رہتے ہوں تو وہ آنے والے رمضان سے قبل ان کی قضاء کر لے، اور اگر وہ آنے والے رمضان سے بھی تاخیر کرتا ہے تو اس نے حرام فعل کا ارتکاب کیا.

اور آیا اس پر کفارہ (یعنی ہر روز کے بدلے ایك مسکین کو کھانا دینا) بھی واجب آتا ہے یا نہیں ؟

اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے، اور اقرب الی الصواب یہ ہے کہ کفارہ واجب نہیں، لیکن اگر آپ احتاطا کفاراہ ادا کردیں تو یہ بہتر ہو گا.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (26865) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ:

اگر تو آپ کا خیال اور گمان تھا کہ امتحانات کی بنا پر روزہ توڑنا یا نہ رکھنا جائز ہے تو آپ کے ذمہ اس کی قضاء ہے، اور قضاء کے ساتھ کفارہ کی ادائیگی لازم نہیں.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ آپ کی توبہ قبول فرمائے.

واللہ اعلم .